

اٹھایا جائے تو آپ نے دنیوی مصلحتوں پر شرعی تقاضوں کو ترجیح دیتے ہوئے اسے ماننے سے انکار کر دیا اور معاویہ کے متعلق صاف صاف لفظوں میں فرمایا:

إِنَّ أَقْرَرْتُ مُعَاوِيَةً عَلَىٰ مَا فِي يَدِهِ كُنْثَ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَصْدًا.

اگر میں معاویہ کو اس کے مقبوضہ علاقے پر برقرار رہنے والوں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ میں گمراہ کرنے والوں کو اپنا

وقت بازو بنا رہا ہوں۔ (استیغاب، ج ۱ ج ۲۵۹)

ظاہر ہیں لوگ صرف ظاہری کامیابی کو دیکھتے ہیں اور یہ دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ یہ کامیابی کن ذراں سے حاصل ہوئی ہے۔ وہ شاطرانہ چالوں اور عیارانہ گھاؤں سے جسے کامیاب و کامران ہوتے دیکھتے ہیں اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور اسے مدد و بافهم اور سیاست دان و بیدار مغزا اور خدا جانے کیا کیا سمجھنے لگتے ہیں اور جو الہی تعلیمات اور اسلامی بدایات کی پابندی کی وجہ سے چالوں اور تھکنہوں کو کام میں نہ لائے اور غلط طریقے کار سے حاصل کی ہوئی کامیابی پر محرومی کو ترجیح دے وہ ان کی نظر وہ میں سیاست سے نا آشنا اور سوچھ بوجھ کے لحاظ سے کمزور سمجھا جاتا ہے۔ انہیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی کہ وہ یہ سوچیں کہ ایک پابند اصول و شرع کی راہ میں کتنی مشکلیں اور رکاوٹیں حائل ہوتی ہیں کہ جو منزل کامرانی کے قریب پہنچنے کے باوجود اسے قدم آگے بڑھانے سے روک دیتی ہیں۔



خطبه (۱۹۹)

اے لوگو! بہادیت کی راہ میں بہادیت پانے والوں کی کمی سے گھبرانہ جاؤ، کیونکہ لوگ تو اسی دنیا کے خوان نعمت پر ٹوٹے پڑتے ہیں جس سے شکم پری کی مدت کم اور گرسنگی کا عرصہ دراز ہے۔

اے لوگو! (افعال و اعمال چاہے مختلف ہوں مگر) رضا و ناراضنگی کے جذبات تمام لوگوں کو ایک حکم میں لے آتے ہیں آخر قومِ شموط کی اونٹی کو ایک ہی شخص نے پے کیا تھا لیکن اللہ نے عذاب سب پر کیا، کیونکہ وہ سارے کے سارے اس پر رضا مند تھے۔ چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے کہ: ”انہوں نے اونٹی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور صبح کے وقت (جب عذاب کے آثار دیکھے تو اپنے کئے پر) نادم و پریشان ہوئے۔“ (عذاب کی آمد یوں تھی) کہ زمین کے دھنے (اور زلزلوں کے جھکنوں

(۱۹۹) وَمِنْ كَلَمِ اللَّهِ عَلَيْهِ الْحَلَامُ

أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَسْتَوْ حِشْوُا فِي طَرِيْقٍ
الْهُدَى لِقَلَّةِ أَهْلِهِ، فَإِنَّ النَّاسَ قَدْ اجْتَمَعُوا
عَلَىٰ مَآئِدَةٍ شَبَعُهَا قَصِيرٌ، وَ جُوْعُهَا كَلِيلٌ.
أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا يَجْمَعُ النَّاسَ
الرِّضِيُّ وَ السُّخْطُ. وَ إِنَّمَا عَقَرَ
نَاقَةَ شَمُودَ رَجُلٌ وَاحِدٌ
فَعَيَّهُمُ اللَّهُ بِالْعَذَابِ لَهَا عَمُودٌ
بِالرِّضِيِّ، فَقَالَ سُبْحَانَهُ: ﴿فَعَقَرُوهَا
فَأَصْبَحُوهَا نُدِيمِين﴾، فَمَا كَانَ
إِلَّا أَنْ خَارَثَ أَرْضُهُمْ بِالْخَسْفَةِ

خُواَرَ السِّكَّةَ الْمُحْمَدَةِ فِي الْأَرْضِ
الْخَوَّارَةِ.

سے) ایسی گھرگھڑاہٹ ہونے لگی جیسے نرم زمین میں ہل کی تپی ہوئی پھامی کے چلانے سے آواز آتی ہے۔

اے لوگو! جور و شن واضح راہ پر چلتا ہے وہ سرچشمہ (ہدایت) پر پہنچ جاتا ہے اور جو بے راہ روی کرتا ہے وہ صحرائے بے آب و گیاہ میں جا پڑتا ہے۔

--☆☆--

آیُّهَا النَّاسُ! مَنْ سَلَكَ الطَّرِيقَ
الْوَاضِحَ وَرَدَ الْمَاءَ، وَ مَنْ خَالَفَ
وَقَعَ فِي التِّينَهِ!

-----☆☆-----

ط ”ثُمَّوَابْنَ عَامِرَابْنَ سَامَ“ کی اولاد ”قَومُ ثُمُودَ“ کہلاتی ہے۔ ان کا موطیں و مستقر حجاز و شام کے راستے میں مقام وادی القری تھا جو متفرق بستیوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اس نام سے موسوم تھا۔ خداوند عالم نے انکی ہدایت و رہنمائی کیلئے ان میں حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جو ۱۶ برس کی عمر سے ۱۲۰ برس کی عمر تک انہیں ہدایت و تبلیغ کرتے رہے۔ مگر وہ بتوں کی پرتشش اور اپنی گمراہی و ضلالت سے بازنہیں آتے۔ آخر اللہ نے ایک اونٹی کو ان کے سامنے اپنی آیت و نشان کے طور پر پیش کیا جس کے متعلق حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا کہ ایک دن چشمہ کا پانی یہ پینے گی اور ایک دن تم اور تمہارے مویشی پیئیں گے اور یہ جہاں چاہے چرتی پھرے تم اس سے کوئی تعریض نہ کرنا اور اگر تم نے اسے کوئی صدمہ پہنچایا تو تم پر عذاب الہی نازل ہو گا۔ چنانچہ کچھ عرصہ تک ایسا ہی ہوتا رہا کہ ایک دن وہ اپنی ضروریات کیلئے پانی لے لیتے اور دوسرا دن اس اونٹی کے پینے کیلئے چھوڑ دیتے۔ مگر ان لوگوں نے اس پر الکفاف نہ کیا اور آپس میں مشورہ کر کے اس اونٹی کو بلاک کرنے کا تھیہ کر لیا۔ چنانچہ قدار ابن سالف نے اس کی کوچیں کاٹ کر اسے بلاک کر دیا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو ان سے کہا کہ تم نے اللہ کی نافرمانی کی ہے، اگر تم تین دن کے اندر انہوں نے کرو گے تو تم پر عذاب نازل ہو گا؛ مگر ان لوگوں نے نہ ماننا اور ان کی بات کو تسمیر میں اڑا دیا۔ آخر تین دن گزرنے کے بعد ایسا آتش فشاں زلزلہ آیا جس نے ان کا نام و نشان تک صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

☆☆☆☆☆